4617CH06

# آسمانی دوست

مارچ کے مہینے کے وہ دن تھے جب ہوا نہ جانے کہاں سے چلنا شروع ہوتی ہے اور تیز آندھی بن جاتی ہے۔ صبح سے ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں اور آسمان پر تیزی سے بادل چھائے جا رہے تھے۔ تیز ہوا سے پیڑوں کی چھوٹی چھوٹی شاخیں ٹوٹ کر گر رہی تھیں اور ان کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ پرانی سوکھی پتیاں ہوا میں اڑتی پھر رہی تھیں۔

مِنی اپنی پہلی منزل کے فلیٹ کی بالکنی میں وھیل چیئر (پہیوں والی کرسی) پر بیٹھی باہر پارک میں کھیلتے بچّوں کو دیکھ رہی تھی۔ بچّوں کو تیز ہواؤں اور لہروں پر گرتی، نیم کی پیلی پیلی پتیوں کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ وہ سب تو اپنے کھیل میں مست تھے۔

''مِنی اندر آجاؤ۔'' اس کی ممّی نے باورچی خانے سے آواز دی۔

''ایک منٹ ممّی'' مِنی نے کپکپاتی آواز میں کہا اور وھیل چیئر میں زور لگا کر آگے کو جھکی اور کھیل دیکھنے لگی۔

اُس کی ممی باہر بالکنی میں آگئیں۔ ''مِنی گڑیا، ہوا بہت تیز چل رہی ہے۔ باہر بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے۔ چلو اندر چلو۔ اچھی بیٹی ہے میری۔''

مِنی اُسی طرح بالکنی سے جھانکتی رہی۔ ''بس ذرا سی دیر۔'' اُس نے ضِد کی۔

اُس کی ممی نے پارک میں کھیلتے بچّوں کو دیکھا۔ لمبی ٹھنڈی سانس لی اور اندر جاتے ہوئے بولیں ''دھیان رکھنا، بارش شروع ہونے سے پہلے ہی اندر آجانا۔ میں نہیں چاہتی کہ تم بھیگو۔''

مِنی بارہ سال کی تھی اور معذور تھی۔ وہ اپنی قمیص کے بٹن نہیں لگا سکتی تھی مگر وہ گھسٹ گھسٹ کر چل سکتی تھی۔ اُس نے دانت صاف کرنا اور چمچے کی مدد سے کھانا سیکھ لیا تھا۔ وہ اپنی وھیل چیئر بھی خود چلا لیتی تھی۔ وہ ایک خاص طرح کے اسکول میں جاتی تھی جہاں اُسے کچھ خاص قسم کی کسرت اور بولنے کی مشق کرائی جاتی تھی اور ساتھ ہی ساتھ وہی سب مضمون پڑھائے جاتے تھے جو سب بچّے اسکول میں پڑھتے ہیں۔ مگر مِنی کا کوئی دوست نہیں تھا۔

© NCERT not to be republished

اسے اس گھر میں آئے ہوئے چھ مہینے ہوگئے تھے مگر اب تک کوئی ایسا نہیں تھا جو مِنی کے ساتھ کھیلے۔ پڑوس کے سارے بچّے اپنے اپنے کھیلوں اور اسکول میں مصروف رہتے تھے۔ انھوں نے مِنی سے دوستی نہیں کی تھی۔ وقت گزارنے کے لیے مِنی کا سب سے اچھا مشغلہ بچّوں کو کھیلتے ہوئے دیکھنا تھا۔

بارش کی بڑی بڑی بوندیں گرنے لگیں مگر بچّے اپنے کھیل میں لگے رہے۔ بڑی سی لال گیند اوپر نیچے اچھلتی رہی۔ اچانک بچّوں کے بیچ ایک اور گیند آگئی، ایک کتھئی رنگ کی گیند۔ لڑکیوں نے چیخیں ماریں اور لڑکے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلانے لگے۔ ایک لڑکا گیند کو چھونے کے لیے جُھکا۔ تبھی اچانک اس نے پر پھڑ پھڑائے اور اڑ گئی۔ اس سے پہلے کہ مِنی کی سمجھ میں کچھ آتا کہ کیا ہوا، نئی گیند اڑتی ہوئی اُس کی بالکنی تک آگئی اور اُس کی گود میں اُتر گئی۔

مارے حیرت کے ایک پل تو مِنی کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ جب ذرا سنبھلی تو دیکھا کہ اُس کی گود میں جو چیز ہے وہ گیند نہیں ایک چڑیا ہے جو ڈر کے مارے سکڑی سمٹی اُس کی گود میں بیٹھی ہے۔ بارش اب تیز ہوگئی تھی۔

© NCERT not to be republished

مِنی ! اُس کی ممی چلاّتی ہوئی باہر آئیں تا کہ اُس کی کرسی دھکیل کر اُسے اندر لے جائیں۔ ’’ یہ کیا ہے؟‘‘ وہ چڑیا کو دیکھ کر حیرت سے بولیں۔

’’ ممی! یہ ایک بطخ ہے، آسمان سے آئی ہے یہ۔‘‘ مِنی نے دھیرے سے کہا۔

یقیناً وہ چڑیا بطخ ہی تھی، شاویلر۔ ٹھنڈے شمالی حصے سے ہر سال ہندوستان آنے والا ایک مہمان۔ شاید وہ اپنے غول کے ساتھ اپنے وطن واپس جا رہی ہوگی۔ مگر تیز ہوا کی وجہ سے اپنا راستہ بھول گئی۔ اپنے ساتھیوں سے دوبارہ جا ملنے کی دیوانہ وار کوشش میں اُس کے بازوؤں میں چوٹ لگ گئی۔

وہ ایک خوب صورت جنگلی بطخ تھی۔ اُس کے جسم کا نچلا حصہ ملائم اور مخملی تھا اور اُس کی چونچ پھاوڑے کی طرح چوڑی سی تھی۔ اُس کے پر چمکیلے، نیلے، سفید اور بھورے تھے۔ اُس وقت وہ بے حد تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔

مِنی کی ممی نے اُسے اُٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن اُس نے اچانک ان کے ہاتھ میں ٹھونگ مار دی۔ ’’ ہائے‘‘ وہ چلائیں اور اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

وہ ایک دم تڑپی اور لڑھک کر کمرے کے ایک کونے میں سمٹ کر بیٹھ گئی۔

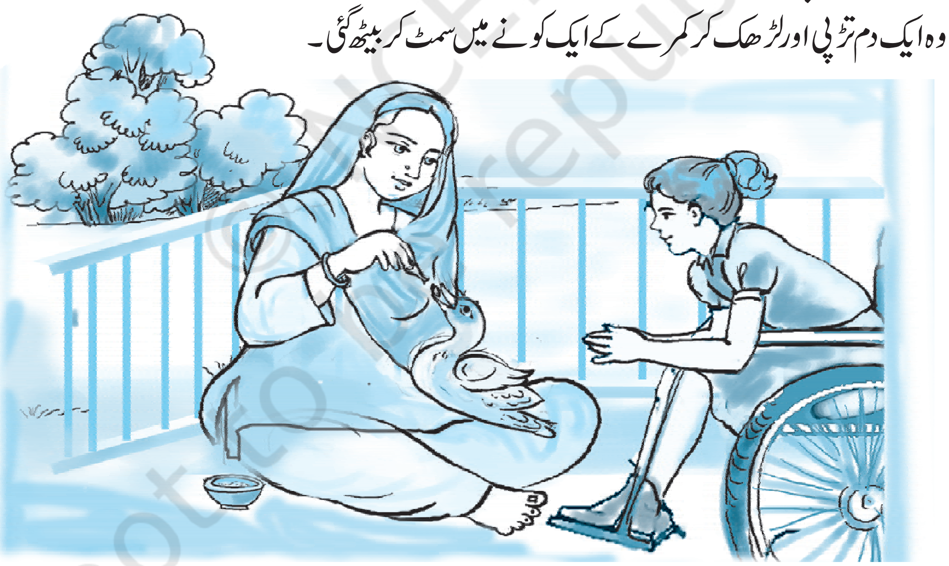

شام تک مِنی اور اس کی ممی بطخ کو کچھ کھلانے کی کوشش کرتی رہیں۔ انھوں نے اُس کے سامنے روٹی کے ٹکڑے، پھلیاں اور پھل سب کچھ رکھا مگر اُس نے کوئی چیز چھوئی تک نہیں۔

’’ممی، اسے کچھ پکے چاول کچل کر دودھ کے ساتھ دیجیے۔‘‘ مِنی نے مشورہ دیا۔

اُس کی ممی نے ایک پیالے میں پکے ہوئے چاول ڈال کر کچلے۔ اس میں دودھ شکر ملایا۔ چڑیا کی چونچ کھولی اور روشنائی بھرنے والے ڈراپر سے اُسے کھلایا۔

جیسے ہی اُس کے پیٹ میں کھانا گیا، بطخ کچھ چاق و چوبند سی نظر آنے لگی۔ اُس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اور اُس نے اپنے پر کھولنے کی کوشش بھی کی۔ مگر ایک دو بار کوشش کرنے کے بعد ٹال گئی۔ '' مجھے معلوم ہے ممی اس کا نام کیا ہے۔'' مِترا نام ہے اس کا۔ مِنی نے کہا اور اس کی ممی مسکرادیں۔

'' ہم مِترا کو کہاں لٹائیں مِنی ؟'' اُس کے پاپا نے اُس سے پوچھا۔

'' پاپا میں چاہتی ہوں یہ میرے پاس رہے۔ شاید اُسے رات میں میری ضرورت پڑے۔'' مِنی نے کہا۔ آخر انھوں نے مِترا کو ایک تنکوں کی ٹوکری میں بٹھا کر مِنی کے پلنگ کے پاس رکھ دیا۔

مِنی کی امیدوں کے خلاف مترا نے رات میں اُسے بالکل نہیں جگایا۔ جب صبح سویرے اُس کی آنکھ کھلی تو مِنی کو پہلا خیال یہی آیا کہ پلنگ کے پاس رکھی ٹوکری میں جھانک کر دیکھے۔ مگر ڈر اور گھبراہٹ سے اُس کا حال خراب ہو گیا جب اُس نے دیکھا کہ ٹوکری خالی ہے۔

'' مِترا ! مِترا'' مِنی ایک کہنی کے بل اٹھ کر چلائی اور اُس نے دیکھا کہ وہ باتھ روم میں سے آنکھیں چمکا چمکا کر اُسے دیکھ رہی ہے۔ وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

بطخ بس پھدک پھدک کر چل پاتی تھی۔ وہ اُڑنے کی جان توڑ کوشش کر رہی تھی۔ جب مِنی گھسٹ گھسٹ کر اُس کے پاس پہنچی تو اُس نے پر پھڑ پھڑائے اور پھدک کر دور چلی گئی۔ مِنی نے بڑی مشکل سے جب اُسے پکڑا تو اُس نے فوراً ٹھونگ ماردی۔

'' مِنی ! کیا ہوا؟'' اُس کی ممی گھبرا کر چلائیں اور کمرے میں آ گئیں۔ مگر جب انھوں نے بطخ کو اپنی بیٹی کے بازوؤں میں دیکھا تو اُن کی گھبراہٹ خوشی میں بدل گئی۔ میں تمھارے لیے اور تمھاری دوست کے لیے ناشتہ لائی ہوں۔ انھوں نے اعلان کیا۔

جب مِنی مِترا کو دبوچ کر اُسے ناشتہ کھلانے کی کوشش کر رہی تھی تو دروازے کی گھنٹی بجی۔ جیسے ہی مِنی کی ممی نے دروازہ کھولا تو بچّوں کی ایک ٹولی نے ان کو نمستے کہا۔ وہ سب اپنے اسکول کا صاف ستھرا یونیفارم پہنے ہوئے تھے۔

'' آنٹی ! کیا ہم چڑیا دیکھ سکتے ہیں؟'' انھوں نے پوچھا۔

مِترا کو ڈراپر سے کھانا کھاتا دیکھ کر بچّوں کو بہت حیرت اور خوشی ہوئی۔ انھوں نے اُسے پکڑنے میں مِنی کی مدد کی۔ اسکول کی بس پکڑنے کے لیے انھیں جلدی جانا تھا۔ ’’ہم دوپہر میں پھر آئیں گے مِنی۔‘‘ اُنھوں نے کہا۔ مِنی بھی اسکول جانے کے لیے تیار ہوگئی۔

’’بے چاری بطخ! اپنے دوستوں کو کتنا یاد کر رہی ہوگی؟‘‘ شام کو بچّوں میں سے ایک لڑکے بنٹی نے بطخ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

’’اب تو اُس کے لیے نئے دوست بنانا اور بھی مشکل ہے کیونکہ اب یہ لؤلی ہوگئی ہے۔‘‘ انجو نے کہا اور فوراً ہی اُسے خیال آیا کہ اُس نے کیا کہہ دیا، تو جلدی سے اُس نے منھ دبا لیا۔

’’ہم اُسے طاقت ور بنائیں گے۔‘‘ مِنی نے کہا۔

اس واقعے کے بعد پڑوس کے بچّے مِنی کے بہت اچھے دوست بن گئے۔ آخر کار بچّوں کو احساس ہو ہی گیا کہ مِنی کے ساتھ نہ کھیلنے سے اُسے کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔

اگلے دن انجو اپنے ساتھ ایک موٹی سی کتاب لائی۔ ’’دیکھو بطخوں کے بارے میں سب کچھ تم اُس میں سے پڑھ سکتے ہو۔ مِترا ’شاویلر‘ کہلاتی ہے۔‘‘ بچّوں نے خوش ہو کر اُسے گھیر لیا۔ اور شاویلر کی عادتوں کے بارے میں سب کچھ پڑھ لیا۔

’’مِترا! اب تک سینکڑوں میل اڑ چکی ہوگی، ہے نا! ننّھی پریا نے کہا۔

’’سیکڑوں نہیں ہزاروں!‘‘ بنٹی نے اُسے ٹوک کر ٹھیک کیا۔ ’’یہ پھر سے ہزاروں میل اڑ کر اپنے گھر جائے گی۔‘‘

آخر ان کے دوست پرندے کی رخصتی کا دن آ ہی گیا۔ مِنی کے پاپا سب بچّوں اور بطخ کو لے کر جھیل پر گئے۔ بچّوں نے مترا کو پیار سے مِنی کی گود سے اٹھایا اور آہستہ سے اسے جھیل میں چھوڑ دیا۔ اس نے تیرنا شروع کر دیا اور اپنی چونچ سے پانی میں کچھ کھودنے لگی۔ بچّے بہت دیر تک وہاں کھڑے اسے دیکھتے رہے۔

© NCERT not to be republished

اگلے دن مُنی بالکنی میں بچّوں کو کھیلتے دیکھنے لگی تو پارک میں کوئی نہیں تھا اور پھر دروازے کی گھنٹی بجی اور بچّوں کی فوج اندر آ گئی۔ ''آنٹی! پلیز مُنی کو ہمارے ساتھ پارک میں کھیلنے کے لیے بھیج دیجیے۔'' انھوں نے کہا۔ ''ہم اسے

وھیل چیئر پر حفاظت سے واپس لے آئیں گے۔'' محبّت بھرے بہت سے ننھّے منّے ہاتھوں کی مدد سے مُنی سیڑھیوں سے اتری اور پارک میں لے جائی گئی۔

اس کے بعد بھلا مُنی اکیلی اور اداس کیوں رہتی۔

پدما راؤ

© NCERT not to be republished

## معنی یاد کیجیے

| | | |
|---|---|---|
| شاخیں | : | (شاخ کی جمع) پیڑ کی ڈالیں، ٹہنیاں |
| مَست | : | مگن |
| معذور | : | جسم کے کسی حصے کا کمزور یا ناکارہ ہونا، جسم کے کسی حصے کا کام نہ کرنا |
| مشق | : | کسی کام کو سیکھنے کے لیے بار بار کرنا، دُہرانا |
| مشغلہ | : | کام، شغل |
| مصروف | : | کام میں لگا ہوا |
| حیرت | : | تعجب |
| غول | : | گروہ |
| دیوانہ وار | : | بے انتہا شوق کے ساتھ، پُرجوش انداز میں |
| مشورہ | : | رائے، صلاح |
| ٹھونگ | : | چونچ |
| لولی | : | جس کا ہاتھ بے کار ہوگیا ہو یا ضائع ہوگیا ہو |
| رُخصتی | : | روانہ ہونا، جدا ہونا |
| اداس | : | پریشان، سُست، غمگین |
| چاق و چوبند | : | پھرتیلا، چُست |

## سوچیے اور بتائیے

1. مِنی اپنی بالکنی سے پارک کی طرف کیا دیکھ رہی تھی؟
2. مِنی کی ممی بار بار اسے اندر آنے کو کیوں کہہ رہی تھیں؟
3. مِنی گھسٹ گھسٹ کر کیوں چلتی تھی؟

© NCERT not to be republished

4. مِنی اپنا کون کون سا کام خود کر لیتی تھی؟
5. مِنی کے اسکول میں اس سے کیا کرایا جاتا تھا؟
6. خالی وقت میں مِنی کا مشغلہ کیا تھا؟
7. مِنی کی گود میں اچانک کیا چیز آ کر گری؟
8. مِنی نے چوٹ کھائی ہوئی بطخ کی کس طرح مدد کی؟
9. بطخ کے آنے کے بعد پڑوس کے بچے مِنی کے پاس کیوں آئے؟
10. انجو نے کچھ کہتے کہتے جلدی سے اپنا منھ کیوں دبا لیا؟
11. محبّت بھرے بہت سے ننّھے منّے ہاتھ مِنی کو کہاں لے گئے؟

## واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنائیے

مضمون مشغلہ وقت کتاب احساسات افواج آنکھیں

## خالی جگہ کو صحیح لفظ سے بھریے

1. مِنی اپنی بالکنی میں وھیل چیئر پر بیٹھی باہر ______ میں کھیلتے ______ کو دیکھ رہی تھی۔
2. مِنی نے دانت صاف کرنا اور ______ کی مدد سے کھانا ______ لیا تھا۔
3. مِنی کو اسکول میں کچھ خاص قسم کی ______ اور بولنے کی ______ کرائی جاتی تھی۔
4. پڑوس کے سارے بچّے اپنے اپنے کھیلوں اور اسکول میں ______ رہتے تھے اور انھوں نے مِنی سے ______ نہیں کی تھی۔
5. شاید وہ اپنے ______ کے ساتھ اپنے وطن واپس جا رہی ہوگی۔ مگر تیز ہوا کی وجہ سے اپنا راستہ ______ گئی ہو۔
6. جیسے ہی اس کے پیٹ میں کچھ کھانا گیا بطخ کچھ ______ سی لگنے لگی۔ اس کی آنکھیں ______ لگیں۔

© NCERT not to be republished

.7 اس واقعے کے بعد پڑوس کے بچّے منی کے بہت اچھے ——— بن گئے۔ آخرکار بچّوں کو ——— ہو ہی گیا۔

.8 اس کے بعد بھلا منی ——— اور ——— کیوں رہتی۔

## بلند آواز سے پڑھیے

معذور مشغلہ مصروف چاق و چوبند مشورہ مضمون مخملی بطخ ٹھونگ

## لکھیے

اگر آپ کی جماعت میں منی جیسا کوئی بچّہ ہو تو آپ اس کی کس طرح مدد کریں گے؟

## غور کرنے کی بات

- کبھی کبھی اسم سے صفت اور صفت سے اسم بنا لیتے ہیں۔ جیسے آپ کے سبق میں ایک لفظ ''مخملی'' آیا ہے۔ یہ صفت ہے۔ اور یہ اسم مخمل سے بنا ہے۔ اسی طرح ایک لفظ ''آسمان'' آیا ہے جو اسم ہے اور اس سے صفت ''آسمانی'' بنی ہے۔

© NCERT not to be republished

شاویلر۔ ٹھنڈے شمالی حصّے سے ہر سال ہندوستان آنے والا ایک مہمان۔ شاید وہ اپنے غول کے ساتھ اپنے وطن واپس جا رہی ہوگی۔ مگر تیز ہوا کی وجہ سے اپنا راستہ بھول گئی۔ اپنے ساتھیوں سے دوبارہ جا ملنے کی دیوانہ وار کوشش میں اُس کے بازوؤں میں چوٹ لگ گئی۔

وہ ایک خوب صورت جنگلی بطخ تھی۔ اُس کے جسم کا نچلا حصّہ ملائم اور مخملی تھا اور اُس کی چونچ پھاوڑے کی طرح چوڑی سی تھی۔ اُس کے پر چمکیلے، نیلے، سفید اور بھورے تھے۔ اُس وقت وہ بے حد تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔

© NCERT not to be republished